

## 171332-کیا پرورش کرنے والی عورت کے سفر کرنے سے حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے؟

سوال

کیا پرورش کرنے والی ماں اپنے تین اور چھ سال کے بچوں کو باپ کی اجازت کے بغیر لے کر دو حالت میں سفر کر سکتی ہے یا نہیں؟

پہلی حالت:

وہ اپنے خاوند کے نکاح میں ہو یعنی اس کی بیوی ہے

دوسری حالت:

طلاق کی حالت میں: یہ علم میں رہے کہ پرورش کرنے والی عورت بچوں کو باپ کے شہر سے اپنے مکیے دوسرے شہر یا دیہات میں لے جانا چاہتی ہے جو چھ سو کلو میٹر دور ہے عورت کا نکاح وہیں ہوا تھا، لیکن یہ طے ہوا تھا کہ شہر میں جہاں خاوند کا گھر ہے منتقل ہو جائیگی، لہذا عورت کے مکیے والوں نے بیوی کو خاوند کے گھر پہنچایا اور رخصتی وہیں ہوئی، اور شادی بھی امام شافعی رحمہ اللہ کے مسکن کے مطابق ہوئی تھی۔

کیا یہ سفر حق پرورش کو ساقط کر دیگا کہ حق پرورش ماں سے منتقل ہو کر باپ کو مل جائیگی؟

پسندیدہ جواب

اول:

چھوٹا بچہ جو تمیز نہیں کر سکتا کی پرورش کامان کو زیادہ حق ہے، جب تک وہ آگے شادی نہیں کرتی، یا پھر بچے کی پرورش میں کوئی اور مانع حائل نہ ہو جائے۔

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (91862) اور (43476) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں۔

اگر ماں بچے کے نکاح زوجیت میں ہوتاں پر واجب ہے کہ بچے کو باپ کے مسکن میں رکھے۔

اور اگر وہ زوجیت میں نہیں تو جسور فتحاء نے شرط رکھی ہے کہ بچے کی پرورش باپ کے شہر اور علاقے میں ہی ہوئی چاہیے۔

الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ میں درج ہے:

"اگر بچے کی پرورش کرنے والی عورت بچے کامان اور اس کے باپ کی زوجیت میں ہو تو پرورش کی جگہ وہ مسکن ہے جہاں بچے کا باپ رہتا ہے، یا پھر اگر ابھی وہ طلاق رجی کی عدت میں ہے یا بائن ہو چکی ہے تو بھی دوران عدت اسی مسکن میں پرورش کریں۔"

کیونکہ بیوی کی نگرانی لازمی ہے، اور بیوی کے لیے خاوند کے ساتھ رہنا لازم ہے، اور اسی طرح عدت والی مطلقة عورت کے لیے بھی خاوند کی رہائش میں بھی عدت گزارنی لازم ہے چاہے وہ بچے کے ساتھ ہو یا بغیر بچے کے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

**[فِيمَا نَهَىٰ إِنَّمَا الْمُنْكَرُ عَنِ الْمَنَافِعِ وَالْمُنْكَرُ كَوْنَىٰ وَاضْعَافَ فَاعْلَمُ كَامِكَرِينَ]**

اور جب عدت ختم ہو جائے تو بچے کی پرورش کی جگہ وہی شہر اور علاقہ ہے جہاں بچے کا باپ یا اس کا ولی رہتا ہے اسی طرح اگر بچے کی پرورش کرنے والی ماں کے علاوہ کوئی دوسری عورت ہو تو بھی اسی علاقے میں پرورش کرنا ہو گی کیونکہ باپ کو اپنا بچہ دیکھنے اور اس سے ملنے اور اس کی تربیت کی نگرانی کا حق حاصل ہے، اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب بچہ باپ یا ولی کے علاقے میں ہی رہتا ہو

ماہبہ اربعہ کے مابین یہ قدر مشترک ہے، اور احلاف نے اسی کی صراحة بھی کی ہے، اور دوسرے ماہبہ کی عبارات بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں "۔

دیکھیں : الموسوعة الفقهية الكويتية (17/308309)

فرض کریں کہ اگر ماں اور باپ دونوں کا ایک شہر میں اکٹھا ہونا مشکل ہو اور کسی ایک کسی دوسرے شہر میں منتقل ہونا ممکن ہو جائے تو جسوراً ابل علم کہتے ہیں کہ اس حالت میں ماں کا حق پرورش ساقط ہو جائیگا، اور باپ کو حق پرورش حاصل ہو گا چاہے منتقل ہونے والا باپ ہو یا ماں۔

الموسوعة الفقهية الكويتية میں درج ہے :

"پرورش کرنے والے یا بچے کے ولی کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے جسے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے :

جسمور فقہاء الکیمیہ شافعیہ اور حنابلہ پرورش کرنے والے یا بچے کے ولی کے مابین فرق کرتے ہیں کہ تجارت اور زیارت کے سفر اور ایک جگہ سے دوسری جگہ رہائش اختیار کرنے کے سفر میں فرق ہو گا۔

اگر تو ولی یا بچے کی پرورش کرنے کا سفر دوسری جگہ منتقل ہونے اور رہائش اختیار کرنے کے لیے ہو تو اس حالت میں ماں کا حق پرورش ساقط ہو جائیگا، اور منتقل ہو کر دوسرے خدار کو مل جائیگا، لیکن شرط یہ ہے کہ بھوٹے بچے کے لیے راستہ پر امن ہو اور جہاں منتقل کیا جا رہا ہے ہے وہ بھی مامون ہو، بچے کی پرورش کا باپ زیادہ خدار ہے چاہے وہ مقیم ہو یا منتقل ہونے والا، کیونکہ عادتاً باپ ہی بچے کی تربیت کرتا اور اسے ادب سکھاتا ہے، اور اپنے نسب کو محفوظ رکھتا ہے، اس لیے جب بچہ اپنے باپ کے شہر میں نہیں ہو گا تو وہ ضائع ہو جائیگا۔

لیکن حنابلہ نے یہ قید لگانی ہے کہ باپ کو اولیت اس صورت میں حاصل ہو گی جب ماں کو ضرر نہ ہوتا ہو اور بچہ ماں سے چھینا نہ جائے، اس لیے اگر باپ ایسا کرنا چاہے تو اس کی بات نہیں مانی جائیگی، بلکہ بچے کی مصلحت مدنظر رکھی جائیگی۔

اور اگر ماں بھی بچے کے ساتھ سفر کرتی ہے تو بچہ اس ماں کی پرورش میں ہی رہے گا...۔

اور اگر سفر تجارتی یا کسی کوئٹے کے لیے ہو تو بچہ دونوں میں سے مقیم کے پاس رہے گا حتیٰ کہ مسافر واپس آجائے اس میں لمبے یا تھوڑے سفر کی کوئی قید نہیں بلکہ برابر ہے، اسی طرح اگر سفر منتقل ہونے کے لیے ہو اور سفر بھی پر خطر ہو تو بچہ مقیم کے ساتھ رہے گا...۔

مالکی حضرات کے ہاں یہ ہے کہ اگر خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک یعنی پرورش کرنے والی یا بچے کا ولی تجارتی سفر یا ملاقات و زیارت کے لیے سفر پر جائے تو مان کا حق پرورش ساقط نہیں ہوگا، اگر سفر پر جائے تو وہ ساتھ لے کر جائیگی، اور اگر باپ سفر پر گیا ہو تو مان کے پاس رہے گا۔

لیکن احاف کہتے ہیں کہ : بچے کی پرورش کرنے والی ماں کے لیے بچے کے باپ کی زوجیت میں ہوتے ہوئے یادت میں کسی دوسرے شہر میں جانا جائز نہیں خاوند کو اسے روکنے کا حق حاصل ہے۔

لیکن اگر اس کی عدت گزر چکی ہو تو پرورش والے بچے کو لے کر درج ذیل حالتوں میں دوسرے شہر لے جانا جائز ہے :

1 جب کسی قریبی علاقے اور شہر میں رہے جماں باپ اپنے بچے کو دیکھ کر دون میں ہی واپس آ سکتا ہو اور وہ علاقہ باپ کے علاقے سے کم تر نہ ہو کہ بچے کی اخلاق پر اثر انداز ہو۔

2 جب کسی دور والے علاقے میں جائے تو درج ذیل شروط پائی جاتی ہوں :

اجمال گئی ہے وہ اس کا وطن ہو۔

ب خاوند نے بیوی سے نکاح اس علاقے میں کیا ہو۔

ج اگر خاوند مسلمان یا ذمی ہو تو جماں عورت منتقل ہوئی ہے وہ علاقہ دار الحرب نہ ہو۔

یہ اس صورت میں ہے جب بچے کی تربیت کرنے والی عورت بچے کی ماں ہو، اور اگر ماں نہیں بلکہ کوئی دوسری عورت ہے تو وہ بچے کو باپ کی اجازت کے بغیر نہیں لے جاسکتی کیونکہ ان کے مابین عقد نکاح نہیں ہے۔

احاف کی رائے یہ ہے کہ جب تک اس کا حق پرورش قائم ہے چھوٹے بچے کو حق پرورش والی عورتوں میں سے ماں کی رضامندی کے بغیر بچے کا باپ یا ولی کمیں اور منتقل نہیں کر سکتا، اور منتقل ہونے سے حق پرورش ساقط نہیں ہوگا، چاہے منتقل ہونے والی بلکہ قریب ہو یا بعید "انتی

الموسوعة الفتحية الحكيمية (311308/17).

مزید تفصیل کے لیے آپ "المغنى ابن قدامة (243242) کا مطالعہ ضرور کریں۔

شافعیہ کا مذہب وہی ہے جو جمصور کا مسلک ہے اسے اوپر کی سطور میں بیان کیا جا چکا ہے۔

شیخ زکریا الانصاری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"فصل : اگر (دونوں میں سے کوئی ضرورت کی بنا پر سفر کرے) مثلاً حج یا تجارت یا سیر و تفریع کے لئے تو تمیز کرنے والے غیر ممیز بچے کے لیے مسافر کے واپس آنے تک (والد اولیہ) چاہے خطہ کی بنا پر سفر کی مدت طویل بھی ہو لیکن واپس آنے کی امید موجود ہے تو۔

بھی ہاں اگر مقیم ماں ہو اور بچے کا اس کے ساتھ رہنا خوبی کا باعث ہو یا مصلحت ضائع ہوتی ہو، مثلاً بچے کو قرآن کی تعلیم دلوار ہے، یا پھر کوئی فن سکھا رہا ہو اور وہ دونوں ایک ہی شہر میں رہتے ہوں اور باپ کا کوئی قائم مقام نہیں، تو باپ کو سفر کرنے دیا جائیگا خاص کر جب بچے نے والد کو اختیار کیا ہو تو "زرکشی وغیرہ نے یہی ذکر کیا ہے۔

یا پھر نماز تصریک مسافت سے بھی قلیل مسافت کا سفر ہو تو باپ زیادہ اولی ہے، اور اگر مسافر خود ہونسب کی خاطر اور بچے پر خرچ کرنے کی سوت کے لیے، یہ تو اس صورت میں ہے کہ اگر اس کے مقصد اور راستے میں خطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ ہو مثلاً حملہ وغیرہ کا خطرہ ہو تو پھر مقیم اولی ہے "انتہی"

دیکھیں: اسنی الطالب (3/451) اور البیان شرح الحذب (11/291).

لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے باپ کی طرف حق پرورش منتقل ہونے کو مقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر وہ منتقل کرنے میں ضرر کا مقصد نہ رکھتا ہو، لیکن اگر وہ ضرر و نقصان کا ارادہ رکھتا ہو تو پھر اسے اپنی جانب حق پرورش منتقل کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

سوم:

جعفر اہل نے ماں کو حق پرورش کا استحقاق دینے میں دو نوں کا ایک ہی علاقہ اور شہر میں رہنا مقید کیا ہے؛ اس لیے اگر دو نوں میں سے کوئی ایک سفر پر جائے تو باپ زیادہ خدار ہے، یہ شارع کی جانب سے مقرر کردہ نہیں، بلکہ بچے کی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا گیا ہے، کہ بچہ اپنے باپ کے ساتھ رہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"باپ کے سفر کرنے کی بنابری ماں کا حق پرورش ساقط ہونے کی کوئی دلیل اور نص نہیں، اگر کسی نے کہا ہے تو یہ باطل ہے، ہم نے جو آیات اور احادیث پیش کی ہیں ان کی تخصیص ہے، اور فاسد رائے کے ساتھ دو نوں کی مخالفت بھی ہے اور چھوٹے بچوں کے متعلق سوء نظر ہے، اور سفر و پڑاؤ کے ساتھ انہیں ضرر و نقصان دینا، اور بچے اور اس کی ماں سے دور کرنا ہے؛ بلاشک و شبہ یہ ایسا ظلم ہے جو کسی پر مختین نہیں" "انتہی"

دیکھیں: الحلال ابن حزم (10/146).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"طلاق یا نافذ شخص کے بچے کا اگر معین ہو جائے کہ وہ ماں اور باپ میں سے کسی ایک کے علاقہ اور شہر میں ہو باپ ایک شہر میں اور ماں دوسرے شہر میں بستی ہو تو عام علماء مثلاً انصن شری حاور امام مالک و شافعی اور امام احمد وغیرہ کے ہاں بچے کا باپ زیادہ خدار ہے چاہے لڑکا ہو یا لڑکی حتیٰ کہ علماء کا کہنا ہے کہ :

اگر باپ کہیں دور منتقل ہونے کے لیے سفر کرنا چاہے اور ضرر مقتضیہ ہو تو وہ بچے کا زیادہ مستحق ہے، کیونکہ بچے کا باپ کے ساتھ رہنا زیادہ صحیح اور اسی میں مصلحت ہے کیونکہ اس سے نسب کی خاطر ہو گئی اور مکمل تربیت و تعلیم اور ادب بھی، اور اس لیے کہ ماں کے ساتھ رہنے میں بچے کی مصلحت ضائع ہوتی ہے" "انتہی"

دیکھیں: جامع المسائل (4/422).

اس بنابری جب بچے کی کوئی شرعی مصلحت مقتضیہ ہو جائے کہ اس کا کسی ایک کے ساتھ رہنا ہی صحیح ہے تو اسے جس میں مصلحت ہو اس کے سپرد کر دیا جائیگا چاہے وہ ماں ہی کیوں نہ ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"والدین میں سے جسے بھی ہم مقدم کریں گے تو یہ بچی کی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائیگا، جس سے خرابی دور ہو، لیکن اگر دو نوں میں سے جس کے ساتھ رہنے میں خرابی پیدا ہوتی ہو اور بچی میں فاویدا ہوتا نظر آئے تو بلاشک و شبہ دوسرے کی پرورش میں دینا بہتر اور اولی ہو گا۔"

حتیٰ کہ جب چھوٹا بچہ ماں یا باپ میں سے کسی ایک کو اختیار کرتا ہے تو ہم اسے بھی بچے کی مصلحت کی خاطر مقدم کرتے ہیں کہ اس سے فائد و خرابی دور ہو، فرض کریں اگر باپ زیادہ قریب ہے لیکن وہ بچے کا خیال نہیں رکھ سکتا بلکہ ماں اس کی دیکھ بھال زیادہ کر گی تو ہم بچے کے اختیار کو نہیں دیکھیں گے، کیونکہ بچے تو عقل اکمرون ہے، اس لیے وہ دونوں میں سے کسی ایک کو اس لیے اختیار کرتا ہے کہ وہ اس کے خواہش کے موافق ہے، اور بچے کا مقصد فتن و فجور اور برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا اور اپنے لیے فائدہ مند چیز دین اور علم اور ادب و صفت و حرف وغیرہ سے دور بھاگنا ہے، اس لیے وہ اپنی خواہش کے مطابق والد کو اختیار کر لیتا ہے، لیکن دوسرا اس کی اصلاح اور تربیت کریگا، جب بھی ایسی صورت حال بن جائے تو بچے کی حالت کو خراب کرنے والے شخص کے سپرد نہیں کیا جائیگا" ۔

اسی لیے امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کے اصحاب کا کہنا ہے :

"کسی فاسق و فاجر کے لیے حق پرورش نہیں ہے، اور حسن بن میکی کا بھی یہی کہنا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے :

"ہر وہ شخص جسے حق پرورش حاصل ہو چاہے وہ باپ ہے یا کوئی رشتہ دار یا عصبه لیکن وہ پرورش کرنے کا اہل نہیں اور نہ ہی جائے امن ہے اور نہ خود مامون ہے تو اسے حق پرورش حاصل نہیں ہوگا، بلکہ حق پرورش اسے حاصل ہوگا جس میں یہ اوصاف ہوں چاہے وہ دور کا رشتہ دار ہی ہو، کیونکہ اس میں بچے کی مصلحت مد نظر رکھی جائیگی کہ کون شخص بچے کے لیے زیادہ فائدہ مند اور بہتر ہے، کیونکہ کئی باپ ایسے ہیں جو اپنے بیٹے کو ہی ضائع کر بیٹھتے ہیں" ۔

اسیے ہی علماء کا یہ کہنا ہے کہ یہ الفاظ قاضی ابو یعلیٰ کے ہیں بچے کو والدین میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا اس صورت میں موقع دیا جائیگا جب والدین اس کے بارہ میں مامون ہوں، اور یہ معلوم ہو کہ اگر کسی ایک کے بھی پاس ہو تو اسے کوئی ضرر اور نقصان نہیں ہوگا، لیکن جو اس کی دیکھ بھال نہیں کرتا اور اسے کھلی کو دیں لگے رہنا دیتا ہے اس کے متعلق بچے کا اختیار نہیں رہنے دیا جائیگا" ۔

حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ :

"جب وہ سات برس کی عمر کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارکی سزا دو، اور ان کے بستر علیحدہ کر دو" ۔

لہذا جب والدین میں سے کوئی ایک اسے اس کا حکم دیتا ہو اور دوسرا نہیں دیتا تو بچہ اس کے پاس رہے گا جو اسے نماز ادا کرنے کا حکم دیتا ہے دوسرے کے پاس نہیں؛ کیونکہ اسے یہ حکم دینے والا بچے کی تربیت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع ہوگا، لیکن دوسرا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے.

اس لیے بچے کی پرورش کے سلسلہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والے شخص کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے پر مقدم نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اگر والدین میں سے ایک اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی کی پابندی کرتا اور دوسرا پابندی نہیں کرتا یا پھر ایک واجب پر عمل کرتا ہے اور دوسرا اس کے ساتھ حرام فعل کا مرتكب ہوتا ہے تو واجب پر عمل کرنے والے کو مقدم کیا جائیگا چاہے بچے نے دوسرے کو ہی اختیار کیوں نہ کیا ہو، بلکہ اس نافرمان تو کسی بھی حال میں اس بچے کا کوئی بھی نہیں بن سکتا.

کیونکہ جو کوئی بھی بچے کی ولایت میں واجب پر عمل نہیں کرتا تو اسے بچے پر ولایت ہی حاصل نہیں ہوگی، بلکہ یا تو اس کی ولایت ختم کر کے اس کے قائم مقام کو ولی بنادیا جائیگا، یا پھر اس کے ساتھ واجب پر عمل کرنے والے کو ملادیا جائیگا.

چنانچہ جب والدین میں سے کسی ایک ساتھ اس کے حصول کی بنا اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری حاصل ہوتی ہو تو بچہ اس کے ساتھ ملادیا جائیگا، اور دوسرے کے ساتھ حصول سے اطاعت حاصل نہ ہوتی ہو تو پسکے کو مقدم کیا جائیگا.

یہ حق وراثت کی جنس سے نہیں کہ یہ بھی رشتہ داری و نکاح اور ولاء سے حاصل ہوتا ہو، اگرچہ وارث حاضر اور عاجز ہو، بلکہ یہ تولیت کی جنس سے تعلق رکھتا ہے جو کہ نکاح و مال کی ولایت ہے جس میں واجب پر عمل کرنے کی حسب امکان قدرت پائی جاتی ہو۔

فرض کریں اگر بچے کے باپ نے دوسری شادی کر لی یعنی بچے کی ماں کی سوکن کے پاس چھوڑے گا جو بچے کی مصلحت پر مد نظر نہیں رکھے گی بلکہ بچے کو تکلیف اور نقصان دے گی یا پھر مصلحت پوری کرنے میں کوئی بھی کریکی، لیکن اس کے مقابلہ میں بچے کی ماں بچے کی مصلحت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ بچے کو تکلیف بھی نہیں دیگی تو یہاں قطعی طور پر حق پرورش بچے کی ماں کو حاصل ہو گا، بالفرض اگر اختیار مشروع ہو اور وہ ماں کو اختیار کر لے، تو پھر اگر اس نہ ہو تو کیا ہو گا؟

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شارع سے کوئی ایسی نص نہیں ملتی جو والدین میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہے۔

علماء اس پر متفق ہیں کہ کسی ایک کو مطلقاً متعین نہیں کیا جائیگا، بلکہ کوئی بھی اور عداوت و فساد و خرابی و ضرر کی صورت میں نیکی صلح رحمی اور عدل و احسان اور واجب پر عمل کرنے والے کو مقدم کیا جائیگا "انتہی"

دیکھیں: جامع المسائل (421420/3) مزید آپ ابن المفلح کی کتاب الغروع (345/9) اور ابن قیم کی زاد المعاد (424/5) کا مطالعہ کریں۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کستے ہیں :

"اس مسئلہ میں صحیح بات یہی ہے کہ : ہمیں جب معلوم ہو کہ بچہ اپنی ماں کا محتاج ہے، یا پھر یہ معلوم ہو جائے کہ باپ بچے کو نقصان و ضرر دے گا تو بلاشب و شبہ اس صورت میں باپ کی بجائے ماں حق پرورش کی زیادہ خدوار ہے؛ کیونکہ بچے کا اپنی ماں کے ساتھ رہنا اور ماں کا دودھ پینا کسی دوسرے کے دودھ پینے سے بہتر ہے، اور پرورش کے متعلق یہ مد نظر کجا جائیگا کہ بچے کے لیے کون زیادہ بہتر ہے" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتحن (542/13).

حاصل یہ ہوا کہ :

باپ کا حق پرورش مقید ہے کہ اگر بچے یا اس کی ماں کو ضرر و نقصان دینے کا قصد نہ ہو تو پھر باپ کو حق پرورش دیا جائیگا، لیکن اگر بچے کا اپنی ماں کے ساتھ رہنے میں شرعی مصلحت ہو تو ماں کے ساتھ رہنے گا۔

واللہ اعلم۔